بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تصریحات

پاکستان ایک دفعہ پھر اپنے ازلی اور مکار دشمن سے نبرد آزما ہے۔ اسی کمینے دشمن سے جس نے ۱۹۶۵ء میں اپنی بے شمار فوجی قوت اور لاتعداد ملکی اور غیر ملکی اسلحہ کے ساتھ پاکستان پہ اچانک بھرپور حملہ کیا تھا اور پھر پاکستان کے آہنی عساکر اور جیالے محافظوں سے سر ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا تھا کہ ربّ ذوالجلال کی تائید و حمایت انہیں حاصل تھی اس لیے کہ انہوں نے آڑے اور کڑے وقت میں اسے پکارا تھا اور اسے پکارنے والا کبھی خائب و خاسر اور ناکام و نامراد نہیں رہتا۔

لیکن اس سے ہندو نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا اور آج پھر وہ اسی فولادی دیوار اور سنگینی چٹان سے ٹکرانے میں مشغول و مصروف ہے، اور آنے والا وقت ثابت کرے گا کہ اس کا انجام پہلے سے مختلف نہیں بلکہ اس سے بھی بدتر ہو گا۔ انشاءاللہ

---

لیکن ایک چھوٹی سی بات اس موقع پر ہم کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اب جبکہ ایک افتاد ہمارے سر پہ آئی ہے اور ایک ابتلا جس سے ہم دوچار ہیں، سوچیں کہ اس کے اسباب کیا ہیں اور اس سے نبٹنے کے لیے ہم نے کیا روش اختیار کی ہے؟

اگر ٹھنڈے دل و دماغ سے اس پر غور کیا جائے تو اس کے علاوہ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا کہ اس آفت و ابتلا کا صرف اور صرف ایک سبب ہے اور وہ ہے ہمارے دین حنیف سے دوری اور لاتعلقی کہ ہم نے اس سے کنارہ کشی کی تو رب کی رحمتیں ہم سے منہ موڑ گئیں اور ہم اس سے دور ہوئے تو اخوت و محبت ہم سے رخصت ہو گئی اور پھر واقعہ معلوم بھائی، بھائی کا گلا کاٹنے لگا۔ دوست، دوست کا دشمن ہو گیا اور وہ ارضِ مقدس جو اسلام اور مسلمانوں کی سب سے بڑی جائے پناہ تھی، اسلام اور مسلمانوں کے لیے تنگ

ہو گئی اور اس کے ایک حصہ میں اگر سب سے بڑا جرم کوئی سمجھا گیا تو اسلام سے وابستگی اور دل بستگی ہی شمار کیا گیا اور اس سے پھر وہ فتنے نمودار ہوئے جن کے نتیجے میں آج ہم ایک گھٹیا دشمن کی جارحیت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

---

اور یہاں ہی سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جب یہ فتنے سر اٹھا چکے تو تب تک ان کی سرکوبی نہ ہو سکی جب تک اسلام کو نئے سرے سے آواز نہ دے لی گئی اور مسلمانی کو انگیخت نہ کر لیا گیا اور آج جب کہ ان فتنوں کی آنچ پاکستان کے مغربی بازو میں بھی محسوس کی جانے لگی تو یہاں بھی ان کی لُو سے بچنے کے لیے اسی نسخہ کیمیا کو تجویز کیا گیا۔ چنانچہ آج کل ہر اخبار و رسالے اور ملک کے ہر ریڈیو اور ٹیلی ویژن اسٹیشن سے اسی کو دھرایا اور ذہنوں میں رچایا اور بسایا جا رہا ہے اور اوپر سے لے کر نیچے تک ہر چھوٹے بڑے کی زباں پر ایک ہی لفظ ہے اسلام، اسلام اور اسلام،

لیکن کیا ہم اپنے ارباب حل و عقد سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اسلام کتنی دیر تک اس کسمپرسی کا شکار رہے گا اور کب تک وقتی نسخہ کے طور پر استعمال کیا جا سکے گا؟

اب کے ہمیں اس بات کا فیصلہ کر لینا چاہیے کہ اسلام ہمیں بچاتا، بالا و بلند کرتا اور فتن سے محفوظ رکھتا ہے کہ نہیں تاکہ یہ منافقت ختم ہو سکے جو مسلسل چوبیس برس سے کی جا رہی ہے کہ برسہا برس تو اسلام کو مٹانے اور اس کے اصولوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کی کوشش کی جاتی ہے اور چند دنوں کے لیے پھر اس رد کیے ہوئے دین کو منانے کا شغل جاری کر لیا جاتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ حالات موجودہ کسی دو ٹوک نتیجہ پر پہنچنے میں ضرور ہمارے ممد و معاون ہوں گے۔

## اعتذار

بدلتے ہوئے ملکی حالات کے پیش نظر جناب مدیر اعلیٰ علامہ احسان الٰہی ظہیر اس دفعہ بہت زیادہ مصروف رہے، بدیں وجہ ان کے قلم سے کئی معرکہ آرا مضامین شامل اشاعت نہیں ہو سکے۔ اگلی دفعہ